

يَقُولُ مَنْ أَحْبَبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَأَمَّنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مَنْ ذُنُوبَكُمْ وَتَجْزِيَكُمْ
مِنْ عَذَابِ إِلَهِكُمْ * وَمَنْ لَا يُحِبَّ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعِجٍّ فِي الْكَافِرِينَ
وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ *

ہمیں کچھ کچھ نہیں لوگو نصیحت سے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہوئے دل جان اس پر بران ہو

دَعْوَةُ الدِّقِّ

سننا زہرہ دی گئی تھی تو تم کو درد کرنا ہے
خود ہم پر میں روز است سے داناؤں کو ہے

تو غم نہ منہ پر نہ گیسو و خواہ مال
من انچہ شرط بلان است اوست کو

از حضرت مولانا مبولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نضر اللہ العزیز الرحیم

جس کو

ندق العلماء کے اجلاس منقش امر تشریف

خاکسار شیخ یعقوب علی احمد علی ایڈیٹر اسکم فی ماہ

ڈاکٹر رحمت علی صاحب مطبع انوار احمدیین حجاز شامی

الاستفتاء من ندوة العلماء

باسمہ سبحانہ

اهل الذہاء وندوة العلماء
 جنکما الیکم بالمہدایۃ والتقی
 ارسلت یا اهل الرشاد الیکم
 وهو الذی قد جاء نافی وقته
 قد جاء نافی قادیان مبشر
 بل من نایط الع فزق العلی
 قد اظلمت لیل الع وضلالہ
 فسد الزمان واجدت اخل الی
 حیوا اولی مجد الیہ بطوعکم
 شہد الزمان وارضکم سماءکم
 هو من سل من ریکم وصد وکم
 قلعت اصول الخیر شجنا الورک
 رفع التقی والبر واندم النبی
 والمسلمون تقاصروا فی دینہم
 منعفت قواہم حیز ذہبت رخام
 ہدوا بناء وفاقہم من جہلہم
 مالوا الی الدنیاء فما حصلت لہم
 منہم من ارتدوا وترکوا دینہم
 لا یفرعون اصولہم وفروعہم
 ظلوا بالحد کمنکر ربہم

بشری لکم بشری لکم بنیاء
 من ربنا ذی المجد والاکلاء
 لبلاغکم عن زیلۃ الرجاء
 نور الالہ ونخبۃ النجباء
 ذو العلم والایمان والاضواء
 لینیذرکم فی لیلۃ لیلاء
 عمت وھب الذریع من فحشاء
 فاذا اتی بالماء للاحیاء
 وبصلحکم سمع الی بدعاء
 بطلوع نفوس منارة بیضاء
 واکم لیضیئکم بضیاء
 قطع العضون بمحصد البغضاء
 وحیاء ہم افعی وقور بغاء
 وعلومہم افعی ضیعوا کعباء
 وقلوبہم للذین مثل ہواء
 وعفت حکومتہم فہم کعباء
 ترکوا الدیانۃ بعد من لا داء
 والا کثرون جماعة البہلاء
 نبذوا کتاب وراءہم کعداء
 لا یومنون بہ ویوم لقاء

لم يبق فيها قوة و شجاعة
 فإذا أيا سادة ق ما سئل
 هل كان حين الرشد ام لا بعدا
 ما قولكم في ذاك افتونى بها
 فلو اختست يد نصرته من ربنا
 لم يبق حكمة و سفا لة
 يا زمره الخذاق قوموا البصروا
 قد نزل منها النور نوراً منكم
 شمس الهداية تلمع من فوقكم
 اراوى قلوب المتقين رداً
 قطر العطاء وجود جود والنداء
 قتل الخنازير التي ابت الهدى
 القى **عليه** رسوله من اربا
 وكلامه قد يفحم فضحاءكم
 رفعت له اعلام نصرته ربه
 ذا يصلح القوم من اسلامهم
 ويعالج المرضى بفيض رسوله
 طهرت قلوب المؤمنين بفيضه
 فارون ما ذا يصلحون لقومكم
 هل تصلحونهم بكبر عما **ثم**
 او بالكلام مثله لا يكثر
 فاعوذ بالله الكريم العاصم
 يا ايها الفضلاء حيوا بعد ما

ضد السيوف وضل حرب علاه
 فيجيبني منكم ذوو الآراء
 فلذلك افتونى اولى الافناء
 هو عندكم من نصفه ودهاء
 في وقتنا هذا فوقت بكاء
 ما ذاك بعد الوقت غير فناء
 يتلأ لأن بالنور وجه سماء
 ذاك **المسيح** وذاك نور بقاء
 تهتأ ن وحي الله للاحياء
 قد اخضبت ارض التقى بالماء
 سفلت له يد عظمة العطاء
 انفاسه الانبال للاعداء
 في حفرة النيران نباء فناء
 ولينجين من قام من سفهاء
 ولواءه استعلى جميع لواء
 وله يد طولى وحسن منجاء
 ويوحى من اعطاه وحي شفاء
 برء الرجال وسوة من داء
 من ذا الذي هو فائز ببهاء
 او بالجبا وبالحى ورسد اغ
 احد من الحضار عند خلاه
 من فعل من ليفوا كمثل طرائف
 ظهر الصلاح اليه غير اباء

هو عير فضل الله ظل رسوله
يا اهل عنبر سبر اطيعوا واتقوا
ولقد رأيتم آية الله التي
انكرتموها حقاً صريحاً بعدما
انتم الى كم تأثمون بغفلة
يا طالبي نور الهداية ابصروا
يا ايها السادة نشكركم سعيكم
جئناكم لبلاغ حق ثابت
وكذا ان نرجو شكركم لا ممانا
فالحمد لله الذي هو ربنا
بعث النبي محمداً ومسيحاً
وانا المبارك عبده المسرشد
واحفظ من عاهات نفسي كلها

بشرى لمن لا قاه مثل ظمأ
انتم رأيتم صدق ذي الابرار
ظهرت ببلدكم نبأ فناء
كشف الغطاء كمثل كفر ثناء
قوموا وذا كالحظ من عشواء
هذي ذكاء وافكر اذ بين كاء
انتم جمعتم زهر العلماء
فسمعتم بالحسب غير عناء
وقبول حق ذاك خير جناء
ذوالجود والاحسان والغماء
وهدي من اتبع المهدي بعباء
يارب زدني عيشتي وبنائي
يارب زدني عفتي وحياتي

نمقة المستفتى العائد بالله الاحد ابو يوسف محمد مبارك على

ابن فضل احمد احمد بن عفي الله عنه

کیا آپ مسلمان ہیں؟

تو
آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مشہور و معروف اخبار الحکم جو مہینہ میں چار بار دارالامان قادیان
شائع ہوتا ہے۔ ضرور پڑھیں جس میں حقانیت اسلام پر اعلیٰ درجہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں اور فضیلت
اسلام کو معقولی اور علمی طریق پر ثابت کیا جاتا ہے مخالفین اسلام کے حملوں کا لطیف جواب دیا جاتا ہے
غرض قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صداقت کا اظہار کیا جاتا ہے منونہ
پرچہ ۲ کے کٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے سالانہ قیمت علاوہ محصول ڈاک ہر تمام درخواستیں شیخ
یعقوب علی تراز احمدی مالک و ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور کے نام ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ندوة العلماء کیطیفہ ایک خط

میرے پیارے بھائی یعقوب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ندوة العلماء کے ناظم معین منشی غلام حسین عارف صاحب کی طرف سے ہمارے پاس ایک اعلان پہنچا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب کے دسمبر میں یہ گروہ کلکتہ میں فراہم ہوگا۔ اس میں مختصراً ندوہ کی عرضین بھی لکھی ہیں اور ایک خط بھی آیا ہے جس میں چاہا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام آنے والے اجلاس میں شریک ہوں۔ میں آپ کے قابل قدر اخبار کی وساطت سے جناب ناظم معین صاحب اور ان کے ذریعہ اور تقریب سے ندوہ کے حاسیون کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ کا محسن القوم جریدہ میری چند سطروں کو اپنے اندر جگہ دیکر مجھے شکر گزار بنائے گا۔

ندوة العلماء ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ تو ہم پر ڈالنے والی ایجنسیٹل کانفرنس یا کوئی انجمن ہو افراد ہوں یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہے اور پورے گلوبل اور قوم کی پستی کے احساس نے انہیں بیقرار کر رکھا ہے۔ انہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے واسطے ہیں۔ اور وہ کونسا تار کا ہے جو اس سے ٹکلیا ہے جس سے اس کا شیرازہ

واہو گیا اور سارا تانا بانا اودھڑ گیا ہے۔ اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی تو کن مضبوط چٹانوں پر اسکا چرچم کیا ہوتا اور کیا کلید تھی جو اسکے ہاتھ لگتی تھی جس سے قدرت کے بدلتوں کے دھنوں کو قفل کھول لئے تھے اور پھر اس امر میں پاک دل سے غور کرنی چاہئے کہ آیا اس قوم کے بدستہ الفلاح میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کارآمد ہے؟

مسلمان ایک قوم ہیں جن کے لئے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی کہ ابراہیمی قبلہ کو پہچانیں۔ اسکے لئے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کارروائیاں کیں۔ ایک فکر یلے بیابان میں جہان مختلف نگوں کے پتھر تھیلے بڑی صاف اور سیدی شکر بنانے کا ارادہ کیا تیرہ سب سے مختلف روکوں کے ٹیلے مین لگے۔ ان جلیل القدر رزولوشنوں کو غور سے پڑھو جو مکتی اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوئے کسی مین یہ ہے کہ آئینہ باطلہ اٹھاؤئے جائیں یہ انسانی ترقی کی راہ میں روک ہیں اور پیش ہو کر ملا اعلیٰ کے اتفاق سے پاس ہوا کہ ایک جتنی کی پیش ہو جو تمام محامد علیہ اور اسماء جنتی کی جامع اور تمام تفائصل اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے۔ تمام تعلقات سے برکھ اس لئے تعلق پیدا کیا جائے تمام اندرونی اور بیرونی قویٰ اور اعضا جنہیں تیکے رنگ مین رنگین ہو کر اسکے حضور میں جہاں جائیں کسی رولوشن کا مفہوم ہے کہ حرام کاری۔ حرام خواری۔ قہر کے ظاہری اور باطنی فوج اور بد عہدی اور غدار اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنے والی چیز ہیں انکا انسداد کیا جائے کسی رولوشن کا یہ مقصد ہے کہ نظریات نوحی کے پائے اور سچی فلاح اور صلاح کے حاصل کرنے میں خطرناک روک ہے اس کا مسئلہ ولد خدا ہونے کا اور اس کا کفارہ اور تلبیث ایسے ہولناک اور چمٹے مفاسد ہیں کہ آسمان اس سے بھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر پڑیں۔ اور اسکی تعلیم اور اسکے نتائج تمام نبیوں کی تعلیم اور ساری رہنمائیوں کی بحرین ہیں اس غول سے راہ صاف کی جائے کسی مین مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہیں کرتا اور اس پر نہ نازلہ نور بخش اور تازہ تبارک و تعالیٰ نیشن والا کلام نہیں آتا تا اور انسان کی روح میں اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے بھی ایسی عادت نہیں رکھتا کہ اسکے آگے منہ سے نقاب

اٹھائے اور انسان آسمان کے نور کی تائب اور فوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قوتوں سے کرید کرید کر مصنوعیات میں آخر مصالح کا کھوج لگا لیتا ہے غرض بڑے زور سے یہ ردولیشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہمہوہنے کی جھلکی کھجائے۔ اوکھمین بڑی قوت اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اسلئے کہ آغاز عالم سے سارے رہنما زون اور قوم علیہم کی وہی راہ ہے اسی پر اسمعیل - اسحاق - یعقوب - یوسف - موسیٰ - داؤد و سلیمان اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے غرض قوم بنانے کیلئے اور اس راہ کی روکون کو دور کرنے کیلئے یتدیرین ہیں جو اس جہان کی انجمن کے حکم الحاکمین پریزیڈنٹ کو جو حصین اور بنی آدم کے سچے خیر خواہ اور کامل مصلح محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عمل میں آئیں۔

تیرہ برس تک تو نظارہ یہ ردولیشن تھیبو یون کے رنگ اور وزن میں تھے مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ طیبہ) میں اپنے عکس اور مشعر ہوا۔ باطل معبودوں اور ناقصوں کی کارگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے۔ ناپاک یہودیت جو ہر ایک لازہ رستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدوں اور رہنماؤں کی جانی دشمن تھی تباہ کر دی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی مملکت کلاس پاس ہو اسکے منحوس جوہر کے خارجوں کو صاف کر دیا گیا اور سب آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقیوں اور فلاح کے چشمے بن سکے یہ کیا گیا کہ بیت المقدس میں نارہنیوں اور بطلانوں کے ریسرپرنڈنٹس (مظاہر و مجالی) سے جا کر گھنٹی میں تین سو ساٹھ تیس لاکھ روپے ایک کسے نئے پیدا ہوئے جو ٹے مذہبوں اور مشرکوں اور سکولوں اور تھیبو یون کے جامع اور جڑ تھپے پاک اور خالی کیا گیا ۛ

یہ ساری کارروائیاں و حقیقت مبادی تہنیں اور انسانی فطرتوں کے تیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنے کے قابل انہیں بنانے کے لئے ایک بڑے کاری سہل کے قائم مقام تہنیں اسکے بعدہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اس کس سپرس اور متفرق اور امی قوم کو تہذیب اور تمدن اور ریاست کے ثمرات سے برخوردار کیا اور ان تمام عقاید اور ایمانیات کو جو

سراسر اور جذر قلب سے تعلق رکھتے تھے علی رنگ میں ظاہر کیا۔ پانچ وقت کی نمازوں کی پابندی کر لی گئی جس سے حقوق الہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہو گئی۔ پھر زکوٰۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے صدقات و مہارت کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کو فسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اس پہلے ڈسٹرکشن سے کسی طرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا ان ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتے یعنی مہمخوری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاح کاری اور تقوے اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لئے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لئے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے ان عیوب سے پاک کیا جائے۔

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھنا ناممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اس حیثیت کا جو ہمارے مادی کمال علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کا میسائی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یورپین کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیوں نہ ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیز یوں کو ٹپکھتا اور پاتا ہے اور اگر مرد خوار متعصب نہ ہو تو فیاضی سے آپ کو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اس پر کیا موقوف ہے سپرٹاف اسلام کا مغربی مصنف اور علی گٹ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لئے کفہ کے صاف اور صریح تکلیف اور انسانی قوانین سے بڑھ کر اور فحاح و جی اور آواز پران کا یقین نہیں۔ مگر حقیقت الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لئے جیسے کہ وہ جنگی مادی اور زمینی عقل اور انسانی تدبیر کا ہر جیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے اور ان پر عملدرآمد کرنا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور مقتدا تو ان سے چھوٹا یا گیا۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بے باک اور آزار زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتیٰ بد نظری جو برسوں سے شیواور کی طرح

لوگوں کی محبوبہ مطلوبہ تھی ان باتوں کو انہیں وکا گیا اور پانچ نمازوں کی پابندی اور روزوں کی پابندی اور عضو عضو پر تقویٰ اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی۔ تمام اختلافات اور نزاعوں اور خونیوں کو جو جنگ جو قوموں کا دل پسند شغلہ ہو کر تھی بین دو کر کے کا حکم دیکر پرزور الفاظ میں تاکید ہوئی **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** ان غرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کرید کرید کر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اٹھتا بیٹھتا ہے۔ پاک اور صاف عقل اس اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدا نے مقتدر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیل اسی انسان کا کام ہے جو پرے درجہ کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اس کی جان ساری دنیا سے زیادہ مفرک اور مہم ہو۔ ایک طرف ساری آلائشوں اور کرد ورتوں اور رنگوں سے جو دنیوی علائق اور آلودگیوں کا لالچا نتیجہ بین پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفا دارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ ان کی صلاح و فلاح کے لئے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو یعنی اُسکی دونوں جہتیں پوری درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہوا اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی لچسی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور الہی قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو مگر ہے کہ آج کل کے خشک لفاظی جو آسمان سے قطع تعلق کر کے زمین کے کیڑے بن گئے اور اپنے ہی منصوبوں کو ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کے لئے یورپ کا اسودہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگاہ سے دیکھیں۔ مگر بات اسی طرح ہے اور عنقریب انصاف المؤمنین دکھا دے گا کہ حق اور حکمت وہی راہ ہے جو پیش کی گئی ہے لیکن یہاں ایک بات بہت تحقیق کے قابل ہے اور فطرت سلیم میں بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں فیضانِ امانت جو قوم نے دکھائی اور اپنے مالوفات کو چھوڑ کر اس راہ کی پوری پیروی کی جو ہادی نے انہیں دکھائی اور مختلف راہوں اور مشربوں کے لوگ اس کی آواز پر ایک ہو گئے اور اپنے ارادوں اور راہوں اور مشربوں اور نفسانی

جذبات اور اختلافات کو اسکے امر پر قربان کر دیا۔ سچہ کامل اور زندہ ایمان کے اور ایک جانگذا
 رعب اور سطوت کے جس کے ساتھ عجیب خوف اور خشیت ملی ہوئی ہو یہ اطاعت ناممکن ہے
 پس یہ کامل ایمان اور زندہ یقین جس سے انکی پہلی مہتی اور ہوا پر موت آگئی اور تمام روکین جو
 معاصی اور فوٹے پیدا ہوتی تھیں خارج کی طرح جل گئیں کیونکہ اوکس راہ سے انہیں حاصل
 ہوا اسکے اسباب میں غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ امام مقرر فی الطاعت ہادی کامل
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دو خصوصیتیں تھیں پہلی تخریک اور تاثیر سے یہ دولت قوم کو ملی۔
 اول پورا اور سچا نمونہ جو تعلیم اپنے دی اس پر چل کر دکھایا۔ قرآن کریم کے اور امر کی پابندی کامل
 طرح خود کی اور اسکی نواہی سے اجتناب کیا اس بات نے لازماً وعظیم الشان فائدے قوم کو
 پہنچائے ایک یہ کہ صحابہ کے دلوں میں یقین شرح صدر سے پلایا گیا کہ وہ امام اور نواہی ضرور خدا
 تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہ کلام لا ریب لہ و مقتدر خدا کا کلام ہے جس میں وہ مذکور ہیں اس لئے
 کہ انسان کے جذبات اور قوگی بناوٹ ایسی بنائی نہیں گئی کہ خود تراشیدہ باتوں اور نفس گمراہیوں
 کی ایسی کامل پابندی کرے کہ تنہائی کی گھڑیوں میں اور میدان میں کبھی ہی بال ہر انحراف انکی
 بجا آوری سے نہ کرے اور زندگی کے تمام واقعات میں اس امر کا صاف صاف ثبوت دے کہ
 ان احکام کی تعمیل اور عدم تعمیل کی صورت میں اسے جانگذا خوف اور روح افزا امید شامل حال
 رہتے ہیں اس عاشق عارف اور اس امر کو محسوس کرنے والے صحابی کے یہ اشعار پڑھ لو اور سوچو کہ کس
 احساس اور ہمت سے انہوں نے اسکے منہ سے نکلوائے جب اس نے رات کے آخری حصہ میں اتفاق سے
 اپنے محبوب و مولیٰ کو مسجد مبارک میں تہجد پڑھتے دیکھا اور مرسل کو خدا کے احکام کی تعمیل میں
 سرگرم پایا تو کس جوش سے کہا ۔

❦ وفینا رسول اللہ یتلو الکتابہ ❦ اذا التفتی معروف من الفجر ساطع ❦

❦ بیت یحاف جنبہ عن فراشہ ❦ اذا استثقلت بالشرکین المضاجع ❦

❦ ارانا الہدی بعد الہی فقلوبنا ❦ بہ موقوفات ان ماقال واقع ❦

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کا فوق العادہ جوش انہیں پیدا ہوا۔
 وحقیقت اس سے زیادہ موثر کوئی بات نہیں ہوتی کہ بانی اور مصلح کی رفتار اور گفتار میں پوری
 مطابقت اور مصالحت ہو صحابہ کے چال چلن کا اور اپنے مولے سے لاطیف عشق کا اور اپنے
 عہد بیعت کے کامل ایفاء کا جو نمونہ ہم دیکھتے ہیں وہ کیوں دوسری قوم میں پایا نہیں جاتا وہ نمونہ
 نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیکھا یا چنانچہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہو کہ وہ بات میں بگڑے
 اور اپنے نبی کی مخالفت کرتے تھے اور اکثر کہہ سکتے ہیں کہ جاتے تھے اور نہ ہی حضرت مسیح کے
 شاگردوں نے دیکھا یا چنانچہ انہوں نے آخری نازک وقت میں ہی بیوفائی اور غدر کا ثبوت دیا جس
 کیا وجہ ہے کہ کسی مرشد کے خدام نے ایسا جبرت انگیز نمونہ کبھی نہیں دیکھا یا۔ اسکا صاف صاف
 جواب یہی ہے کہ قرآن کریم کی کامل اخلاقی اور تمدنی اور سیاسی تعلیم پر ہمارے ہادی کامل علیہ السلام
 جیسے خود چلکر اور سہا پی زندگی کی تمام رفتار اور تحریکات کا دستور العمل بنا کر دکھایا اور خدا کی
 سے آپ کو عمل اور اظہار عمل کے موقع ہی میسر آ گئے ویسے کسی کو بھی بخشہ نہیں گئے اور آپ کے
 اخلاق اور اعمال کے تمام مختلف شعبے جو بالقوہ آپ کی پاک فائزات میں مخفی اور مکرر نہ تھے کی اور مدنی
 دو متضاد اور مخالف دباؤوں کی تحریکات کی وجہ سے پوری ظہور میں آ گئے اس سے آپ میں قوت
 قدسی اور عقیدت اور تزکیہ اور تطہیر کی طاقت تمام راستبازوں سے زیادہ پیدا ہو گئی جو قوم بنائے
 کے لئے ایک مصلح میں سب سے زیادہ ضروری شے ہوتی ہے اور اسی نمونہ اور اظہار سے قوم میں
 سچا خلوص اور وفاداری اور اطاعت پیدا ہوئی *

دوسری خصوصیت جس سے زندہ ایمان اور متبعین ملوں میں پیدا ہوا قرآن کریم کا اس
 صراط مستقیم کو مخصوص اختیار کرنا تھا جسکی سخت ضرورت اس کتاب کو تھی جسے اب تک زندہ اور مبارک
 رہنا تھا اور جو خدا نالی اور خدا مینی اور گناہ سوزی اور پاک سازی کا ایک ہی ذریعہ تھا وہ تھے
 مقتدر نشان اور فائز پیشگوئیاں جو غیب پرستوں میں چھپے اپنے وقتوں پر بڑے جلال اور کمال
 سے پوری ہوئیں۔ تمام قرآن کریم ان زبردست پیشگوئیوں سے بھر پور ہے۔ اس وقت محل اور وقت

نہیں کہ اس اجمال کی تفصیل کی جائے ان امور پر ہم نے اپنے بہت سے خطبوں اور تقریر و مین بحث کی ہے خداوند حکیم علیم کا زہن اور آخری کتاب میں اس معجزہ اور خرق عادت کو اختیار کرنا اور دوسرے تمام مادی اور مخلوق کے عمل اور صناعت سے ملتسل و مشابہ ہو جانے والے معجزات کو ترک کر دینا اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور جادوئی علمی معجزہ جو علوم کی گھسان لڑائی میں کامیاب ہو سکتا ہے یہی نشان ہیں جنہیں مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

علوم و فنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادت چیز نہیں پاسکتا کہ جس کے آگے تسلیم خم کر دے۔ انجیل کیونکہ ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رُو کے آگے بنگلی۔ اور اس کا سارا شیرازہ کھلیگا اور کیونہ ہندوؤں کا مذہب آج باڑیچ طفلان بن گیا اسی لئے کہ اس اول الذکر کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا مدار رکھا جس سے بڑھ کر آج یورپ دکھارہا ہے اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا دار و مدار افسانوں اور کھیلوں پر ہے جو علم و فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہو جاتے ہیں اقتدار کا پیشگوئیوں جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی معجزات ہیں جن کی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا کوئی ذریعہ اس پر جواب دہان جن نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آسکے۔ خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تقلیب اور خورات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف و تصرف میں رکھنا اور اس کا صفت تکلم اور سمع اور بصر اور ہندوؤں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہیں کیا جب تک اقتداری پیشگوئیوں سامنے نہ کی جائیں اور پھر وقفون پر حسب مصالح الہیہ پوری ہوں گاہ سوز فطرت جو حرام کاریوں اور بدیا کیوں اور گستاخوں اور زندیوں اور قلاشیوں اور عیاشیوں اور باحتی چالوں کی زندگی پر موت وار دکر دے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی غیرت پر اور اس کی حرام کاروں کو بھسم کر دینے والی آگ پر سچا ایمان نہ ہو۔ اور دل بول اسٹھکے وہ زہن او غیور خدا ہے اور اس کا غضب مجرموں اور عاصیوں کے حق میں تیز و دوہاری تلوار ہے اور یہ ایمان

مل نہیں سکتا جب تک اس کے وجود اور قائم اور قیوم اور حی متقدس نہ ہو گا۔ لہٰذا اس کے لئے اور اس کے لئے وہی حریص اور ہوشیار رہی پیشگوئی سے توریست نے بھی ہی نشان بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہو گا جس کے منہ کی باتیں سچی نکلیں گی اور قرآن حکیم نے تو حقیقت کا مدار بالکل ان چیزوں پر رکھا ہے۔

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک تعلیم کا منوا دینا اور اس پر عمل کر دینا اور شرارتوں کا پاک بیبوں اور ہنرتوں اور کیسے برون کا راہ سے صاف کر دینا آسان بات نہیں۔ کسی صحت بات ہے کہ اصل مقصد و توفیق کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم تھی جس پر انسان کی صلاح و فلاح کا دار و مدار ہے۔ پھر عجیب کی قادرانہ پیشگوئیوں کرنا اور اپنے مخالفوں کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اس پر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے لئے دوسرے نعم علیہم کردہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرنا جیسا کہ کتاب اللہ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انداز اور تربیت کے کسی کام کے کرنے یا اس سے ہٹنے کی طرف مائل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی جبلت میں رکھ دیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصور و موید نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفوں نے پہلے زمانوں میں اور ان کی کورانہ تقلید سے حال کے لوگوں نے معجزات سے انکار کیا ہے انہوں نے خدا کے کلام کے اس پر حکمت نظام میں غور نہیں کیا اور سخت نادانی اور دلیری سے کہہ دیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی عجیب کی پیشگوئی ہے اور زیادہ ترافسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی قرن اور بے برکت کتابوں میں اور قرآن میں کوئی باب الایمان نہیں بتا سکے۔ مگر تعلیم پر تو وہ ناز نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزاء معلوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک ہی قطعی دلیل تھی۔ اقتدار ہی پیشگوئی جو معلوم

غیب پشتمل ہو اس کا انہوں نے انکار کر دیا ایک ظالم نے یہاں تک کھدیا کہ امر غلبت
 الروم فی ادفی الارض وھم من بعد علیہم سیغلبون فی بضع سنین
 میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پارس اور رومی طاقتوں کی قوت
 کا اندازہ کر کے پولیٹیشنوں کیسی شکل سے یہ بات کہدی، کاش وہ شکر قرآن کریم کے الفاظ میں نکل جاتا
 تو اس کی سمجھ میں یہ بات بہت جلد آ جاتی کہ خدا کا کلام اس کی پست اور سفلی شکل سے بالاتر ہے
 اور اس نے یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ سے اس پیشگوئی کو دوہری پیشگوئی کر کے
 دکھانا چاہا ہے یہ پیشگوئی غلبہ روم کی فارس پر انسانی شکل میں بلکہ خدا کے غیب دان مقدر کے
 منہ کی بات ہے۔ اس لئے کہ جہاں یہ فرمایا کہ رومی غالب آئیں گے معاف فرمایا کہ اسی تاریخ کو بیکس
 مظلوم مسلمان ظالم قریش پر منصور و مظفر ہو کر خوش و خرم ہوں گے۔

(۱) اس پر دیکھو ہمارے مضمون قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت پر حکم نمبر ۲-۲۱ و
 ۲۲ میں)۔ غرض یہی سچے معتمد ہیں جن پر عقل کا سانس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض
 وارد نہیں ہو سکتا اور یہی دوسرے ہیں جن کی شوکت اور اقتدار کی عظمت کے مقابل خم ہو کر انسان
 گناہوں کی ناپاک زندگی سے نکل سکتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے
 آراستہ ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی تعلیم سے اور ان مقتضیات
 کے استعمال سے ایک قوم بنائی جو تین صدیوں تک صراطِ مستقیم پر رہی اور آخر قانون قدرت کے
 مقتضائے طبعی طور پر انقلاب آیا۔ پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت اور سیاست میں
 خوفناک تغیر پیدا ہوا اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور اب علی گٹھ سکول اور ندو
 کو شش کرتے ہیں کہ اس کی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی۔ مگر خدا کے لئے ان سکولوں
 کے انصار اور مؤیدین غور کریں کہ کیا وہ ان ہی کچھ ٹڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جن پر اس قوم کے
 پہلے بانی نے مارا۔ اور ان کے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جن کی ترغیب و ترہیب سے قوم کو

اُس تعلیم پر مجبور یا مائل کر دین جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے اور اب پھر یہی اُگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے ہو گئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقتدر مانتھ نے انہیں پہلے چھوڑا یا تھا۔ وہی اختلاف۔ وہی نزاعیں اور وہی مفاسد۔ ہوا بالکل نکل چکی ہے۔ ایمان اور مذہب اور عصیت جو ایک ہی روح و روان اور سیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ عیاشی اور شوق و فحشاء شراب خوری۔ قمار بازی اور کاپی ان میں آگئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت۔ قرآن کی عزت اور خود خدا تعالیٰ کی جبروت اور وقت دلوں سے اٹھ گئی ہے ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے ول سے یازبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو خدا کی حجتِ نیرہ کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں جو نیک کافر نے بڑی کامیابی حاصل کر لی سیکڑوں کو نہیں ہزاروں کو بی لے۔ ایم اے۔ بنالیا ڈپٹی کلکٹر اور اسٹنٹ کلرک بنالیا۔ اور اس کی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بن گئی اس لئے کہ پورے یورپین بن جانے سے تو وہ بھی مایوس ہیں اور پیر یا توسرے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ امید کرتے ہیں اور ایسی امید کرنے کے وجہ ان کے پاس ہیں کہ وہ قوم بن جائیں گے جس کے بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اس کے لئے وہ تدابیر اختیار کی گئیں جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں اس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لئے اسوہ قرار دینا اور رات دن ان ہی کی باتوں اور مخلوق کو ان کی آنکھوں کے سامنے فرین کرنا جس کی نگاہ زمین کی سطح تک محدود و مقصورہ ہے اور مادی لذت اور عیش اور لطف اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے ان کی ہمت باہر نہیں جاتی اور آسمان کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے سر اسر غلطی ہے مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غایتِ نظر یہ ہے ان ہی کا لہجہ و تنان اللہ

لموت و عینا و صامحن بمبعوثین ان کی رات دن کی کوشش ان کے
صنعت۔ ان کی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض ہی ہے کہ ذیل اور
سفلہ جو ہشیم پوری ہوں۔ اگر کچھ لوگ ان میں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنعت کے
مشغول ہیں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اٹھاتے اور دکھاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے
ہیں تو وہ قیمتی سے ایک مرد انسان کی خدائی پر قناعت کئے بیٹھے ہیں بڑا زور دیا جا رہا ہے
مالی ایجنٹیشن پر اور کیا کچھ اس کی خاطر کیا جا رہا ہے۔ بہت خوب اس کی ضرورت تھی اور واقعی
ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہیں کہ ایک طرف سے بالکل ڈھول ہو گیا ہے یا دلتیا اضطراب پہنچتی
کیا گیا ہے۔ ان مہلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اس پر ایسا قوی
ایمان رکھتے ہیں جیسا راستیا زحل کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہ ہو۔ شرائط حق کی
پابندی صوم و صلوٰۃ کا التزام فسق و فجور سے اجتناب تقویٰ و طہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار
کرنا۔ مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے جسموں اور قابیون کا اجتماع ایک مکان
میں ہوا اور ضرور ہو۔ روحوں میں خواہ کیسے ہی مختلف درجہ اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں
ایک بیابان کا ایک رزلوشن پیش کرے۔ اور دوسرا آب آتشین سے مست ہوا ہوا خواہ
اس وقت اس کے منہ سے نجات کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر پھڑپھڑ سکتے ہوں اس کی
تائید کر دے۔ ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو۔ مادی
خیال کا آدمی ہو۔ دہریہ ہو کوئی ہونا نام ہو مسلمانوں کا سا وہ مجلس کا صدر بن جائے۔ شرط یہ ہے
کہ کلب من کلاب الدینا ضرور ہوا اور حیفہ وینا سے اسے کافی حصہ ملا ہوا ہو۔ میں پوچھتا ہوں اور ہر خدا
ترس حق پرست کے دل میں ضروری سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے
ہی بانیوں اور مقدسوں اور مؤیدوں اور ماحرروں سے ہوئی ہے اور کیا یہ مجسم فلاح و صلاح
کے ہیں جو اب اختیار کئے گئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیوں
اتفاق اور وحدت ہے اس کا ابتک کوئی وجود نہیں اور نہ اس کے اشراط و انبشار پائے جاتے

ہیں۔ ندوۃ العلماء خدا کے لئے غور کرے کہ کیا اس کا پائون بھی اُن ہی ہمارے پٹا ہے جو کجوشیل
 کانفرنس یا اعلیٰ گزٹ اسکول کے سرورزمین پر لگائے ہیں یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور راہ اختیار
 کی ہے اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے میں ان کو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اس
 اعلان کے مقصد سوم چہارم پنجم و ششم کی طرف جو ندوۃ العلماء کی طرف سے ۱۶- نومبر ۱۹۰۱ء
 میں شائع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے ”اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی
 جائے جس سے ہمارے اطوار اور چال چلن درست ہوں آپس کی پھوٹ کی جگہ قوت متفقہ
 سے کام لیا جائے“ (۳) ”فروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوطی اور استحکام کثرت
 کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے“ (۵) ”حق حق
 اور باطل باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ اور فساد کی نوبت نہ آئے“
 (۶) ”وہ خطبہ جہان اسلام کا نور و صندلے میں پٹا ہوا ہے اور جہان اسلام کی حقیقت اور
 حقانیت سے لوگوں کے دماغ اب تک منور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے
 اور اس کے فیوض و برکات کیا ہیں کیا یہ باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں ان تجویزوں
 سے۔ اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کئے گئے ہیں۔ اخلاق نبوی کس ذریعہ
 اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مرد مذکر کی اور مظلوم اور صاحب قوت قدسیا اور صاحب
 نشان و علامات ہے جو ان اخلاق کو سکھائے کیا ممکن ہے کہ ان اخلاق سے متعلق ہوئے
 بغیر اور ان صفات کاملہ حسنہ سے متصف ہوئے بدون کوئی دوسروں کے تزکیا و تعلیم کا
 مشغول ہو سکے۔ اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
 پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کے لئے ضروری اور بنیادی پتھر تھے۔ اور جیسا ہم بیان
 کر چکے ہیں آپ کو علیٰ ننگ میں خدا نے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس
 جہان کے نظام اور اصلاح کیلئے ضروری اور دوسرے عالم کی تیاری اور اہلیت کے حاصل

کرنے کے لئے موزون اور مناسب تھے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ وہ کن کو یا کس کو پیش کرتا ہے جو محبت کے بروز اور منظر ہونے کا مدعی ہے۔ اور اگر یہ اصطلاح گران معلوم ہو تو یوں ہی کہ آپ کا سچا خلیفہ کونسا ہے جسے پیش نظر رکھ کر وہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اسٹ حاصل ہو جائے گا۔ فروغی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مثالی جائیں۔ یہ کیونکر اور کس ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے۔ کیا کوئی ایسی پر رعب مگر دلکش آواز رکھتا ہے جو قوم کے خطرناک جھگڑوں میں بہت جلد درآ کر زور سے کہے **الی الجاہلیت وانا فیکم** اور اس آواز کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑ جائیں اور تلواریں میانوں میں کر لی جائیں اور مفارقت اور مباغضت معاف اور مصافحہ سے بدل جائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود منقرض الطاعت اور مطاع باؤن اللہ کے سوا کبھی اس آگ پر پانی نہیں پڑتا کبھی ہزاروں خاندانوں کو را کھ کر ڈالا تھا اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ بہتوں نے منہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے اس آگ کو بجھانا چاہا مگر خدا کا قانون قدرت کسی کے لئے کیونکر بدل جاتا۔ وہ کیونکر بچتی جب تک آسمانی پانی اسپر نہ پڑتا جس کی فطرۃ آشکشی کے لئے بنائی گئی ہے اور جسکے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے وکتھ علی شفا حقرۃ من النار فانقذ کھ منہا اور فاصطعہ بدغمدا احوانا یا رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہی مفسد اور عیوب تو میں پیدا ہو گئے ہیں جو اس وقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوا تو آج بھی پھر اسی کے دوبارہ آنے کی ضرورت ہے۔ پھر اسی سلسلہ کی ضرورت ہے جو اس وقت اصلاح قوم کے لئے قائم ہوا اور جس نے اپنی علی کامیابی پر مہر لگا دی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علماء پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیوں اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ انا تو سب تسلیم کر چکے ہیں کہ اس جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے۔ مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب قانون کی طرح انسانوں کے ڈھچھر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں۔ خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں۔ وہ راستی

اور تقویٰ و طہارت نہیں۔ وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بیباکی، سباحت، دہریت، اور فحش کا مرض عالمگیر و باہور رہا ہے پھر یا وجود اس بات کے تسلیم کرنے کے اور مرضی شخص ہو جانے کے الشا علاج کیون کیا جاتا ہے۔ کیون اسی پہلے نسخہ کی طرقت توجہ نہیں کی جاتی +

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کے مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور دہانت سے زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن مار دیں۔ ایک محمود آباد کا راجہ سینہ میں خدا کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبر لیکر نہ وہ کا پیر ٹنٹ ہو اور وہاں ان قدوسیوں کے ذکر سے زبان آشتانہ ہو تو کامیابی معلوم۔ بڑی غلطی ہے یورپ کی نظیر کو پیش کرنا۔ ان لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جن کو روشن کتاب اور باہر حجت ہی گئی اور ہے تم اس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کے بغیر بھی سب نہ ہو سکو گے۔ ان بھرو پون اور نقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب بھڑکے گا۔ سب سے پہلے دہانت کی تدبیر پر عمل کر نیکامیلاں اس شخص میں پیدا ہونا چاہئے تھا اور تمہارے علی زعم کے موافق اسے ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا ودا لو تہن ہن دیند ہون + میں نہ وہ کے اس عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ ”فروغی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرائے میں ظاہر کیا جائے“ مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلوں میں پکی ہوئی باتوں کو کچھ لکھا جائے اور پھر ایک قوم بن جائیں اور اشتعال میں نہ آئیں یا منت سماجت کر کے اور ہاتھ جوڑ کر ہلکیا مذہب اور مشرب کو کہہ دیا جائے کہ عیسے بدین خود مو سے بدین خود۔ وہ کون سے الفاظ ہیں اور مہذب الفاظ جن سے شلّا منکران خلفاء راشدین کو سہمایا جائے گا کہ تمہاری راہ درست نہیں اور تم خدا کے فعل اور قول کا خلاف کرتے ہو جبکہ وعدہ اختلاف سے جو خدا کا قول ہے اور حضرت صدیق کو خلیفہ بلا فصل بنا دینے سے جو خدا کا فعل ہے منہ پھرتے ہو یا فریق ثانی کو کہا جائے گا کہ امامت بلا فصل لاریب حق حضرت علی کا تھا مگر وہ اتوں تھے بیکس تھے ناچار ان کا حق غضب کیا گیا۔ اور ایسا ہی مقلدون اور غیور قلدون کے نزاع کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اور وہ کوئے مہذب

الفاظ میں مثلاً جن کی وساطت سے طبری ملائمت اور ملاطفت کے ساتھ ایک خوفناک سکول کی
 بیرونی ماحول ذریت کو کہا جائے گا کہ نمازوں کی پابندی ضروری شے ہے اور روزے خدا تعالیٰ
 کا فرض ہیں انسان مسلم یہ اور سچی طہارت اور تقویٰ اور خشیت اور تابعت ایک مسلمان کا متمتع
 ہیں۔ یہ اباحتی اور بے قید زندگی جو تم نے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنتِ حقہ محمدیہ
 کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں۔ میں بابِ ندوہ کے محترم علما سے پوچھتا ہوں کہ وہ
 اسلوب اور منہاج تو ازراہِ مبین فرمائیں جن سے وہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مٹائیں گے
 کیا اس نفی تجویز کو پیش کرنے اور پاس کرنے کے وقت ان کی ضمیروں نے یقین کر لیا کہ یہ مبارک
 تجویز ہے اور ضرور عمل میں آجائے گی اور اس تاریخ کی کے وقت میں یہ تجویز کو کام دے گی
 پھر اس پیچیدہ بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا ذکر بھی مسلمان
 نہ آئے پائے۔ مگر یہ ناممکن ہے اور اب تک ناممکن ہے پھر کیا ندوہ قہقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا علوان
 کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصا کی نیچے
 فراہم کر لینگے۔ اور کیا کوئی اس کی نظیر ہے۔ اسلام اور مسلمانان کی تاریخ میں بھروسہ مبارک
 قرن کے جس میں لاعلم زمانوں کے مختلف الاء دشمن جانی دوست بنگئے اور اگر واقعی یہ
 چہ میں ناصرانِ ندوہ کو متوجہ کرتا ہوں بشرطِ شاہدین بشرطِ ریٹ لاکے اس کچھ کہ پیٹ جو آپ نے غلطی گمراہی کے بالی کے
 عرس پہلا ہو زمین دیا اور جسے مختصر رسولِ طبری گزٹ نے ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے پچھین چھاپا ہے اس بشرطِ مسلمانان
 کی ذریت کا تربیت کنندہ اور قابلِ فخر نمونہ کہا گیا ہے۔ اس بڑے آدمی کو ایک کچھ شیل کا نفرنس نے بھی اپنی ہمتی پاک سند
 پہ جگہ دی اور اس پر ناز کیا۔ خدا کا خدا کے برگزیدہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ تمام اخیار اور اہلِ راعت
 کا اور بالآخر دین حق کی عزت کا واسطہ دیکر مین ندوہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کچھ کو پھر مین اور غور کریں کہ
 کیا اسلام کی عزت اور نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھوئی عزت ان لکھڑوں اور قوم کے حامیوں سے پھر حال
 ہو گی۔ اور کیا ندوہ اس کچھ کے فعل اور قول سے متفق ہے اور اگر مخالف ہے تو اسکا اثر قوم کی نئی ذریت کے دلوں سے
 مٹانے کیلئے اس نے کیا انتظام کیا ہے اور کیا اس اجلاس میں اسپرٹس لیا جائیگا اور اگر ہاں سے کام لینا ہے تو پھر وہ چاہئے

احساس ندوہ کے درمندان کو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہو گئی ہے تو ان کے علاج اور تدارک مافات کے لئے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے۔ اور اگر علی گٹ کے کانفرنس کی طرح رزولوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جالنے اور اس کا کام۔ پانچواں مقصد بھی مین ہینین سمجھ سکتا کہ جذبات کے مغلوب اور پر جوش لوگ کیونکر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں۔ اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیا شے ہے اور کن و ریتو ہو سکتا ہے ندوہ نے بیان نہیں کئے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر بھی غور بھی نہ کی ہوگی جو اس راہ میں راست بازوں کو پیش آتی ہیں۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جس کو تباہ اور نابود کرنا چاہتے ہیں۔ سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جائے۔ لہذا انتہا مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو ابدی زندہ اور یحییٰ اور سمیت اور شافی اور غیب دان خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں اس کی الوہیت کو تسلیم کر کے نصرانیوں کے شرک عظیم کی مدد کر رہے ہیں۔ اور آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت انتہا اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ عیسائیوں کے ماتھے میں یہ کاری حربہ و مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی ان کو نوح کر رہے ہیں چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے بشپ بہادر نے اپنے ایک لکچر میں جس کے سامعین سیکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود ان کے اس سلسلہ مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں لکڑی ہوئے انسان میں اور آسمان بلند پیٹھے ہوئے وجود میں کوئی فرق بھی تو ہے؟ اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت پر اور آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اٹھ کر اس کے دانت نہ توڑے اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کی طرح پی گئے۔ مان تو کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے۔ اور بڑا باطل اس وقت حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد ہے جس سے کروڑوں آدمیوں نے ہینین خدا بنا

رکھا ہے اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دلیں
 ڈالا گیا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ جس کی نسبت قرآن نے کچکپا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ :-
 تکاد السموات يتفطرنها منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا
 للرحمن ولدا اور بڑا بھاری مفسدہ جس نے پاکیزگیوں اور راستیوں یا یون کہو کہ اسلام
 کی جڑ کھوکھلی کر دی ہے یہ فتنہ عیسے پرستی کا ہے اور اس کی جڑ ہے عیسے کی زندگی یعنی جسد غسری
 کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا اس کا مان لینا۔ اس کی جڑ کاٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت
 کرنا اسلام میں تازہ روح پھونکنا ہے۔ کیا ندوہ واقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اس کا تو فوہر
 واقف ہو گا کہ چچہ کڑوڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسے پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور
 پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تفسیق میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور سفید جھوٹے کنواڑ
 خدروں تک میں داخل ہو گیا ہے اور ایک آشوب رتجز اس سے برپا ہو گیا ہے کیا ندوہ اس بالکل
 کے زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو تیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی
 نقص اور عیب روار کھانا جائے۔ اس کی پاکذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ شے مکمل
 اور مدبر بالا راہ اور مشرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اس کی صفت تکلم پر کسی زمانہ میں مہربان لگ سکتی
 اس لئے کہ یہ اس کی شان میں منقصت کو روار کھانا ہے اس نے اھدا نا الصراط
 المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعائیں صاف اشارہ فرمایا ہے کہ منعہم علیہم
 جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سد کھلے رہیں گے اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ
 دعائیں لگا کرین اور بڑا انعام اس کا وہ فیوض اور برکات ہیں جن کا نام ہے مکاشفہ اور وحی
 اور روئے صادق اور یہی ورثہ ہے ان لوگوں کی جن پر انعام کیا گیا۔ اس لئے کہ اس انعام کے
 بغیر وہ یقین اور زندہ ایمان مل نہیں سکتا جو گناہ کے پرزور جذبات پر انسان کو غالب کر دے
 اور اگر ایک طرف تو ان فیوض پر مہر لگ چکی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات اس حد تک پہنچ کر
 ساکن ہو گئی تھیں تو پھر یہ دعائیں ذوالسدا ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ

نہیں ہوگی اور یہ مقصد ہے صفات باری تعالیٰ میں۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پر نبوت ختم ہوگئی اور اس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہو گئیں اور آئندہ کے
 لیے نفوذ یا سد دوسرے لوگوں اور مذہبوں کی طرح آپ کی نبوت بھی مگرئی اور آپ کی صفات عالیہ
 اور برکات اسنی کی قائم مقامی یا منظر و بروز کی راہ بالکل مسدود ہوگئی اس دعا اھلنا الصراط
 المستقیم کی تکذیب ہوگی اور خدا تعالیٰ کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہوگی۔ اور بڑا بھاری
 حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ واقعی خارج مین ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل
 کیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام ملکہ انسانی یا ایک قوت تو اے انسانی مین سے نہیں بلکہ ایک جدا
 مخلوق ہے اور قانون قدرت کے موافق خدا کے یہ وسائط ہیں اور یہ روحانی وسائط ایسے ہی ہیں
 جیسے جسمانی عالم مین خدا کے فیوض اور فضول کے پہنچانے کے لئے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج
 ستارے اور دیگر مادی اشیاء وسائط ہیں اور یہ وسائط خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ اور توحید کی
 شان پر کوئی دواور حائل نہیں اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے اور ایک سبب قوی ہے بخدا ان
 اسباب کے جو مقاصد و مطالب کے بر لانے کے لئے خدا تعالیٰ نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے
 ہیں اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلولات کے لئے۔ اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی
 آدمی کے نرمی خوش کن خشک عبادت نہیں۔ اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے مرسلون اور مامورین
 اور مبعوثون کی صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہیں اور
 وہ ہیں اقتداری پیشگوئیان جو علوم غیبیہ پتہ مل جوتی ہیں اور بے ان کے خدا کا مخفی اور نہان در
 نہان چہرہ اس جہان مین بھی نظر نہیں آسکتا۔ کیا ندوہ تیار ہے کہ ان حقون کا احقاق کرے
 اور ان کے مبطلون کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اٹھایا ہے تو خدا
 مبارک کرے مگر افسوس اب تک تو ندوہ کی رفتار اس راہ پر نظر نہیں آتی جو احقاق حق اور ابطال
 باطل کی ایک ہی مستقیم راہ ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور
 ان خطون مین جہان اب تک اسلام کا نور نہیں گیا کونسی تفصیل اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ

اور اس میں مابہ الایتنایز پیش کریں گے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے مذاہب اور مذاہب کے انصار و خدام اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود کچھلے زمانوں کے لئے تھا اب نہ کوئی اس کی ضرورت ہے اور نہ کسی میں قدرت ہے اور اس وقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کمالات نبوت سب ختم ہو گئے۔ اب نہ تو غیب کے حقائق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مہر لگ چکی ہے۔ ایک نیچری پیر مرد جیسے اس حقیقت حقہ سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کمالات نبوت میں کسی کو سچا جانشین ماننا شرک فی النبوت ہے اور درحقیقت نبوت کو خشک بے اثر غیر متعدی اور مردہ مان کر شرک عظیم کا مرتکب ہو چکا ہے اور اپنی تحریروں میں مجنون اور بنی کے تحمیدات میں کوئی واضح فارق اور علمی امتیاز نہ دکھا سکے سے اس بات کا مجرم ٹھہر گیا ہے کہ نبی کو فوق عادت پایہ کا انسان ثابت نہیں کر سکا ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے منکر ہیں اور بڑے جوش سے اقرار کرتے ہیں کہ خلافت محمدیہ یا بروز محمدی یا زندہ نبوت بے معنی اور بے ضرورت باتیں ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذاہب کی صداقت اور حقیقت کے لئے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریروں میں بھی ان کی زبانیں ٹھکنے میں نہیں آتیں اسی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مبہمات پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الایتنایز کیا ہے۔ جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا۔ ایک ہی بابہ الایتنایز تھا یعنی زندہ خدا کا زندہ نشان جس کے دکھانے کی توفیق باطل کے پرستار مانتھوں کو کبھی نہیں دی گئی اور نہ دیجائے گی۔ جیسا کہ خدا کی پر حکمت کتاب فرماتی ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من اراد۔ قصہ من رسول سوا اس کے وجود سے تمام بے برکت اور استخوان پرست قوموں کی طرح محروک و زندہ اور دیگر مسلمان بھی منکر ہیں۔ جبکہ یہ حال ہے تو

اب میں ندوہ سے بادب عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ یورپ میں سید احمد خان والا اسلام پیش کریں گے جس میں خدا کو محض عضو بیکار اور معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی سے انکار۔ دعائے انکار۔ ملائکہ اسد سے انکار اور خدا کی بیشکونیون اور خوارق عادات سے انکار ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک رکھی اور یحسکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کریں گے جیسا اہل حدیث کے ایک ایڈوکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھاسکے اور خرق عادات امولاس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ اس طرح اس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا۔ کیا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقرا اور صوفیوں کا اسلام پیش کریں گے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ حقیقہ کو چھوڑ کر لاہر بدعات کے بتوں کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر میں بادب پوچھتا ہوں کہ ازراہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا مابہ الامتیا ز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ ان خطون میں جائیں گے جہاں اب تک اسلام کا نور نہیں پہنچا اور لوگ شناخت کر لیں گے کہ آپ لاریب ایک صادق اور زین اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کر لیں گے کہ ان کے مذاہب اس کے مقابل مرث اور لائے ہیں۔ کیا آپ حنفی مذہب کی اشاعت کریں گے یا مالکی کی۔ شافعی کی یا حنبلی کی پھر یہ بھی لازم ہو گا کہ معاشتی مشرب کی تائید ہو یا نقشبندی کی یا قادری کی یا دیگر مشربوں کی۔ پھر یاسینوں کے یہ مجبوعے ساتھ لے جائیں گے یا شیعون کے قصص و روایات کے ٹولے غرض اس قدر اختلافات ہیں آپ میں کس فرد یا قوم نے کوئی روشن فیصلہ کی راہ تیار کی ہے جسے غیر قوموں کے آگے پیش کریں گے۔ اور اگر ندوہ کے پاس ہنوت تاریک اور بے مغز نقطہ ہی ہیں اور تیر کے ورط میں غوطے کھا رہے ہیں تو کیا وہ ایک صادق اور حقیقی رہبر کی آواز سننے کے لئے تیار ہیں جو خدا کی طرف سے حکم اور مامور ہو کہ ان اختلافات کی نار سے بچتا اور قرآن کریم کا وہی پہلا جہل متین ہاتھ میں دیتا اور ایک قوم بناتا ہے۔ ندوہ کو معلوم ہو گا کہ آج کل امریکہ میں

ایک شخص جان الگزمینڈر ٹوئی نام دعوے کرتا ہے کہ وہ الیاس ہے وہ دوا کا منکر ہے اس کا گمان ہے کہ دوائے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اس کے زعم میں اس کی دوائے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے۔ یہ شخص دوسرے عیسائیوں کی طرح پورا ظالم مشرک ہے اور مرقہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کی طرف دعوت کرتا ہے اور اپنے باطل کو زینت و الفاظ سے سجاتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دوا کو ان کا چارہ کار بتاتا ہے اب کون فیصلہ کرے کہ فلان شخص و حقیقت اس کی دوائے اچھا ہوا یا یوں ہی خود بخود صحت یاب ہو گیا۔ اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور کونسا مذہب حق ان کے مذہب کے مقابل پیش کیا جاسکتا ہے جس کی نسبت صریح دعوے ہو سکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اس کی سچائی کا یہ معیار اور اس میں اور اس کے پیچیدہ یہ ماہ الاقتیاز ہے اس کا جواب بحر اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مقتدر خدا کا نزہ طریق ثابت کرنے کے لئے انہیں ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بحر اقتدار می اور قہر انہیں پیشگوئیوں اور خوارق عادت امور کے اور کچھ نہیں ہے۔

کیا نہ وہ کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوے کرتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا زندہ۔ اسلام زندہ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت الدن زندہ اسلام کی بولی عربی زندہ۔ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اسکا سلسلہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے

بہر آخر غیرت الہی نے اس سیاہ دل مشرک کے چارہ کار کے لئے اپنے صادق خلیفہ حضرت مسیح موعود کے دل میں جوش و آلاپٹ لیک بڑا زبردست اشتہار اسلام کی حقیقت اور نصرانیت کے بطلان کے اظہار کیلئے لکھا کہ اس باطل کے پرست کو مقلد کیلئے بلایا ہے اور لکھا ہے کہ ہم دونوں جو کاذب ہو گا وہ صادق کے سامنے ہلاک ہو گا۔ کیا نہ وہ اس حرب کے مو کوئی اور حرب نظر

برکت اور مسوخ و مجذوم ہونے کے نشانون سے ہے کہ اس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قصہ اور کتھا کے رہ گئے اور اب ان کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں۔ اور درحقیقت قابل تسخر اور مضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوے کرے کہ اس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہو گئے ہیں اور اس وقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہو سکتا ہے جو ان برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دے سکے اور دشمنان اسلام کو دکھائے جو پہلے راستبازوں کو دی گئیں۔ افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا ہو جانے والی اور مسوخ ہو جانے والی کتاب تورات کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راست باز اور متبع علم موسیٰ (علیہ السلام) کی مانند ہوئے اور خدا نے ان سب برکات و فیوض کا وارث انہیں کیا جو حضرت موسیٰ کو دی تھیں مگر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتاب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا اس لئے کہ نبوت پر مہر لگ گئی۔ اور اس طرح وحی کا تار بند ہو گیا۔ پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہو گیا۔ مصالح الہیہ سے شریعت تو تکمیل پا کر ختم اور بند ہو چکی تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیون مہر لگ گئی اللہ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تار بانا فیوض برکات کا ادھر گیا۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ کے اس قول کے انا نخبزلنا الذکاب وانا لہ لحاظ فظون کیا معنی ہوئے۔ کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔ اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اسکے ہوتے تو مکیوں پر بھی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خود بخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اس وقت نظر آ گیا اور ایک زمانہ اسکا گواہ ہو گیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا۔ ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اس کی صورت اور سیرت۔ الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ میں انسانوں کی ایسی حالت ہو جائے کہ باری تعالیٰ

کی ہستی کا انکار ہو جائے اس کی صفات پر اعتراض ہوں۔ اور زمانہ پر فسق اور فجور اور بطمان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صدائیں اور حقائق حقہ استحقاق اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائیں اور پست ہمت سیفہ دشمن قرآن پر زبان طعن دراز کریں اس وقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہو گا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کرے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کرے گا۔ اور یوں اس ذکر کی حفاظت ہوگی ہاں تو میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کو ایسا شخص دیکھا سکتا ہے جسکو یہ اقتدار بخشا گیا ہو اس لئے حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطوں اور ملکوں میں نور اسلام کا پہنچانا تو ایسے ہی شخص کا کام ہے۔ خشک لفاظ اور بے برکت ملامتوں اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں جبکہ ندوہ کے علم اور رسائی میں ایسا شخص نہیں تو اس نے ان مقاصد کی ترتیب کے وقت کیا سوچا کیا اتنے پر قناعت کر لی کہ شہر نشہر چند خشک اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کر دے گا۔ افسوس تدوہ کی حقیقی مان ایسی کوشش کا نفرتس نے بھی ان تیرہ یا کم بیش برسوں میں ہیشار رز ویوشن پاس کئے اور ہیشار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا۔ قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلیٰ تعلیم کے نہ ہونے سے یہ ملحق مملکت کے قریب آ گیا ہے اسکا علاج علی گڑھ کالج یا ایسے انسٹیٹیوشن کے سوا نہیں۔ اور اس طرف کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کر کے یعنی حجت نیرہ کے ہوتے ہوئے۔ قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہوں کو اختیار کر کے اور شریعت حقہ کی پابندی سے منہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہو گیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لئے کہ سورہ فاتحہ کے اخیر میں مفسد علیہم کے لفظ میں اشارہ ہو چکا تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے استیلا اور فتنہ کے وقت مسلمانوں کی حالت علمی اور علمی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کی مانند ہو چکی گی چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہو گئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار و نکبت کی حالت ہر رنگ میں مضروب الذلت قوم یہودی کی مانند نہیں غرض ادا ہے

اور بالکل رو بہ دنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح مجبور (اس بے ادبی اور گستاخی پر
خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ نے قوم کی تباہی کے محض زمینی اور مادی اسباب قرار
دئے اور میٹرلسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا۔ اگر میرے اس بیان میں اعتدا
ہے تو مجھ سے زیادہ شکر گزار نہ ہو گا کہ جناب سید مہدی علی صاحب خدا کے حضور میں کھڑا ہونے کے
ہول کو مد نظر رکھ کر حقیقت حقہ کے منہ سے نقاب کھولیں اور بالبداهت اسے ذہن میں رکھ
لیں کہ ہم ان کے اجلاسوں کے مختلف پریزیڈنٹوں اور بہت سے محکوموں اور مویدوں کے حال
قال سے ناواقف نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ لوگ اپنے تقویٰ و طہارت اور اتباع اور رعایت
حقوالہ و حقوق العباد کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو قوم کے شیرازہ کے لئے ناقابل نقض ہاگامین
سکتے ہیں اور یہی لوگ اس زمانہ میں صحابہ کابر و زمہین؟ میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے مختصراً
بیان کر دیا ہے کہ جب تک قوم کو ابراہیمی قبلہ کی طرف متفق کر کے متوجہ نہ کیا جائے اور سب سے
پہلے یہ کام کیا جائے تب تک کچھ نہ ہو گا اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب یہ قوم بنی تھی تو کون لڑا
اور اسباب سے بنی تھی اور اس کی اصلاح کے لئے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ
نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا اور اس مقنن اور مادی کو کیا صفات اور خصائص دئے
گئے تھے جس سے قوم میں سچی اور انظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا۔ اگرچہ ان میں ہر ایک بات طبعاً
تفصیل اور ربط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحت تھی اختصار اور اجمال پر مجبور کیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اسکے
بعد ضرور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہو سکتا ہے کہ اب کیا کیا
اور قوم کی اصلاح کے لئے ان صفات کا آدمی کہاں سے لایا جائے۔ لہذا میں زیادہ دیر تک کو
ڈسٹرکشن آمیز بیان کو معرض تحریر میں لانا نہیں چاہتا اور معاسنادینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے
اپنے وعدہ کے موافق منہاج نبوت پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے یا صاف لفظوں میں یوں کیا
جائے کہ جبکہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورہ جمعہ میں فرمایا تھا وَأَخْرَجْنَا مِنْهُم
مَلَأَ بِالْحَقِّ وَبِهِمْ یعنی وہ رسول پاک جو امیون میں مبعوث ہوا اور ان کا ذکر کیا گیا

اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مرگزی ہو گا جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں اور اس غرض کے لئے اس کی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں یا یوں کہو کہ حضرت غلامِ قادیاں کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں یا یوں سمجھ لو کہ خداوند علیم حکیم نے حضرت غلام احمد قادیان کو وہی خوب وہی برکات وہی انعامات اور وہی معجزات دیکر سبوت فرمایا ہے از بسکہ زمانہ بگاڑ اور فساد میں اپنی اسی پہلی حالت پر آگیا بلکہ زیادہ فساد کی طرف جھک گیا تھا اور اسی تعلیم کی اسی قوت قدسی کی۔ ان ہی فیوض و برکات کی۔ ان ہی معجزات اور خوارق عادات کی اور مقتدر پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لئے غفور خدا نے اس پاک اصل کے سچے نفل اور خلیفہ کو جو اس کی اتباع اور اسکے نام میں قادیانی ہو چکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اس کی تغیر نہ اور توفیق اور تجلیل میں رات دن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا تاکہ از سر نو خدا کی حمد سے دنیا بھر جائے اور زہریلے سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں۔ سب سے پہلے اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالیٰ نے زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی زندہ رسول ہے۔ یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں طوائف میں اب الایتنا زیری ہے کہ جن قدرتوں اور طاقتوں اور معجزہ ثانیوں کا دعوے کسی زمانہ میں ان مذہبوں نے کیا تھا اور اب وہ بے دست و پا اور بے برکت اور مردہ ہو گئے ہیں قرآن کریم کا حال ان کے خلاف ہے۔ اس میں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کالات اور اقتدارات کا دعوے اس کے برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور برکات اور فیوض اور نشانات اب تک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے تتبع کے ماتھے پر ظاہر ہوتے ہیں اس لئے کہ اگر توفیق باللہ یہ بات نہ ہو تو پھر اس میں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہ ہو گا یہ پہلا شخص ہے جس نے خدا کی اور تمام نبیوں کی اور نبیوں کی خصوصیات کی یعنی وحی کی حکما سفہ کی کیا صفہ کی۔ احتیاج دعا کی۔ اور پیشگوئیوں کی کہ کوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی۔ اور

قرآن کی جبروت کا سک دینا میں بچھا دیا اور سارے جہان میں ہزاروں شہار و دیہے کہ اس وقت زندہ مذہب صرف اسلام ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ باذن اللہ تمام وہ برکات اور انعامات اور فیوض دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دیکھنے کے اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں ان کا نام و نشان نہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے ایسے باطل طریقوں کے استیصال کیلئے یہ حربہ نکالا کہ زندہ اور سچی اور خدا کی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوے بھی آپ ہی کرے اور اس دعوے پر دلیل بھی اپنے اندر سے ہے۔ اس کی انجیل کی۔ وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی عزت کی جڑ کاٹ گئی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اس وقت کی ساری قوموں پر نصرانیوں پر آریوں پر یہودیوں پر پنجابیوں پر خدا والے کی حجت لازمہ پوری کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اسکے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کی وقت منہ سے نکالنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ جس طرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں کہیں جن سے دنیویہ سے وہ بابرکت اور باری کتاب بظہری یعنی محبت تعلیم و تعلیم کی حفاظت کیلئے تقداری پیشگی کیا۔ وہی انعام و برکت کا خلعت اسے پہنا لیا جبکہ تعلیم میں یہ دعوے تھا کہ اس پر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اسکے پیرو کو اس جہان کی اور آئندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اسکے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوگا اور راستی کے دشمن تباہ ہو جائیں گے اور ان دوسرے عالم میں دو زمین ملیں گے۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ انداز و تبشیر کے وعدے اس جہان میں بھی پورے ہونے اور یوں آخرت کے عالم اور اسکے ایلام اور انعام کے ثبوت کیلئے بطور توطیہ اور تہید کے ٹھہر جاتے۔ لاجرم خدا کے مبشر وعدوں کے مطابق گناہم ریگستان کے رہنے والے کسرے اور قیصر کے خزانے اور مالک اور ان کے سونے کے لنگھنوں اور مصر و شام کے حورو و قصور اور انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے اسلئے کہ اس تہید اور مقدمہ سے مہر لگ جائے اس دوسرے عالم کے مہو و صیاد و قہر پر اور آپ کے اعدا تباہ ہو گئے اور اس دنیا کی تاریخی جنگ کا ہیرہ خشک ہو گئے اسلئے کہ سچ ثابت ہو جائیں اس عالم کے تانہ و خفا و عید و ناگریہ و دو باتیں نہ ہوتیں تو غیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے عالم اور عالم اور اسکے حالات اور کیفیات پر یقین بھی پیدا نہ ہوتا۔ تو ریت اور لٹیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں بھی نقص تھا اور ان ہی دو باتوں کی کمی تھی جسکی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہو گئے اور آدھ پھلی دو قومیں بھی عیسیٰ اصل میں ایک تھیں خدا اور دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہو گئیں اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کیلئے اسلام کی سچائی کو اس جہان کے دیرہ و دامن منکرون پر ظاہر کرنا کیلئے خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جہ و راہ کو دہانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کر کے جو کہ دو قومیں اس وقت تھیں اور غالبانہ و اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دلوں کیلیاں و جزوالی تو ہیں کہ انہیں

اور خدا اور اسکے پیچھے وعدوں اور وعیدوں سے نہیں انکار تھان پر قیامت تک محبت پوری کر نیکی لکھنا تھا محبت کو سنی اسلام کا
 تعلیم حق اور عیب پوشی کی بجائے بعد انکے دو فردوں یا ظالم و شرک کے پرستار و بکی نسبت موت کی جنگی کی اور آخر خدا کے قہر کا کلی
 نے انھم اور یکھرام کے خرمین سچی کو جلا کر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیقت پر ویسی ہر گناہی
 کہ اس غیر القرون میں بدس کی جنگی کی کے پورا ہونے لگی اور سطر ج ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار میں وہی جنگی
 زندہ اور قاتل ہر انداز اور برکت موجود ہے اسکا ایک عالم کو دکھایا کہ اسوقت ایک شخص جو دشمنوں کے مقابل اسلام کی عزت
 قائم رکھتا ہے وہ عرض جو مقاصد اور اغراض اندوۃ العلماء نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں انکے پورا ہونے کے تپ
 اور گزارش ظاہر کی ہوا اور درحک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھولی ہو گئی ہے اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے
 انکے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالیٰ نے کھالی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کیلئے مہدی موعود یعنی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات بطور قتل کے دیکر بھیجا ہے اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کیلئے
 زمانہ موجودہ کو اقصائے موافق اپنا نام مسیح موعود رکھا ہے اب آپ کے دو پاک مین وہ امام مفسرین الطائفہ موجود ہو گیا ہے جسکی
 علم کے نیچے متفرق اور متشرف فرقے لکھے ہو کر دنیوی اور دینی ترقی کر سکتے ہیں۔ اس میں اور اماموں پر بیلیڈ کی اصدار کے
 نیچے کسی مبر کی جرات نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بجھ کر اسکے دنیا کو ایک پریشیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف کاٹیڈوں کے
 کینچ کر لیتا ہے وہ آسمان سے نازل ہو گیا ہے اب تمام برکات اور نعمات قوم کو اسکی ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ تمام
 ریویں اور مواہم دور ہو سکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں۔ اندوۃ العلماء اور دیگر غائبو کفار فرض ہے
 کہ اس تمام انسان کی آواز پر کان لگائیں بے التفاتی اور اعراض کر نیسے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہونگے۔ ایک لکھنؤ کا سلسلہ
 کے خدا کی نوبت ہو چکی ہے اور بہت سی کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں ہولاکھوں اشتہار اسکی تائید میں
 شائع ہوئے ہیں تو مگر کیڈرون پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کو دعویٰ اور دلائل میں خور
 کر میں اور پھر باتو تائید کریں اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر قوم کی ترقی کی فکر کریں یا اسکی استیصال کیلئے زور لگائیں
 کہ اسلام کو تہارون فردون بدن اس میں داخل ہوتا ہے ان اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ وہ انکے اس جہان کی فلاح ہر
 اور اس عالم میں نجات ہر آدمی ان دعویٰ سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلہ کی راہ میں سخت خطرہ اور روک ہو رہا ہے۔ اسکی
 تائید یا رد یہ ہے۔ یہ سلسلہ ناقص کرنا مادی و عید ہی خدا کے کندہ اور دیگر انجین اسطوف توجہ کریں اور اسکی تائید نہ کریں
 دوسرے لوگوں کے لئے بلکہ اس جہان کیلئے سنت حسد کی دنیا کو اپنے والے ہوں امین۔ حاجز عبد الکریم